بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الحرمین

حافظ عبد الحمید عامر

"فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ"

"یہ عبادت" عبادت گاہوں تک ہی محدود رہنی چاہیئے!

ماہِ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ ہجرت پر ہے —— غیر مسلم اپنے نئے سال کی ابتداء "ھیپی نیوایئر ڈیز" (HAPPY NEWYEAR DAYS) وغیرہ کی صورت میں خوشیاں منا کر کرتے ہیں، لیکن عالمِ اسلام (بالخصوص برِصغیر پاک و ہند) کے بعض لوگ اپنے نئے سال کا استقبال آہ و بکا، نالہ و شیون اور ماتم و سینہ کوبی سے کرتے ہیں کہ اس کے پہلے مہینہ میں حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا تھا —— بات کہنے کا مقصود یہ نہیں کہ اغیار کی نقالی کرتے ہوئے ہم بھی "نیو ایئر ڈے" منائیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے خوشی و غمی کے مواقع اور انداز بھی اسلامی ہونے چاہئیں!

نئے سال کی آمد قرآنِ مجید کی نظر میں خوشی کا موقع نہیں، بلکہ ہر آنے والا نیا سال ایک مسلمان کو خود احتسابی کی دعوت دیتا ہے کہ چونکہ اس کی عمرِ عزیز میں سے ایک سال مزید کم ہو گیا، اس لیے وہ سوچے کہ اس نے اپنی ابدی اُخروی زندگی کے لیے کیا سامان مہیا کیے ہیں؟ —— اگر وہ دولتِ ایمان کمانے کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کے زیور سے بھی آراستہ ہے تو اس کے لیے خیر ہی خیر ہے، ورنہ سراسر خسران و ہلاکت سے دوچار:

"وَالۡعَصۡرِ ○ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ○ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ" (سورۃ العصر)

"زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان خسارے میں ہے ـــــ ہاں مگر وہ لوگ (اس خسارے سے محفوظ ہیں) جو ایمان لائے، نیک عمل کرتے رہے، نیز حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے"!

اسی طرح کسی سانحہ اور حادثہ پر، خواہ وہ کتنا ہی جگر فگار کیوں نہ ہو، دینِ اسلام صبر اور تسلیم و رضا کا درس دیتا ہے اور اس کی جزا رب کی رضامندی بتلاتا ہے ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ" (البقرۃ ۱۵۵-۱۵۷)

"اور (اے نبیؐ) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے ـــــ یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو پکار اٹھتے ہیں: "ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں!" ـــــ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"!

افسوس! شیعہ تو شیعہ رہے، بعض سنّی مسلمان بھی ماہِ محرّم کو سوگ و ماتم کا مہینہ قرار دے چکے ہیں ـــــ حالانکہ قرآنِ مجید کی نگاہ میں اس کی حیثیت بالکل دوسری اور منفرد یہ ہے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، اور یہ اسی دن سے محترم ہے جس دن کہ زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی تھی:

"اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ـــــ الاٰیۃ" (التوبۃ: ۳۶)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کتاب اللہ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، اسی دن سے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا! ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہ دینِ قیم ہے، تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو"!

اس میں شک نہیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک انتہائی المناک واقعہ ہے، لیکن یہ واقعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے

بچاس سال بعد پیش آیا، جبکہ دین کی تکمیل آپؐ کی زندگی ہی میں کردی گئی تھی —— اس لیے اس مہینے کی حرمت کا حضرت حسینؓ کی شہادت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں! —— آیت میں "فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ" (کہ "ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو!") کے الفاظ مزید قابلِ غور ہیں کہ کسی حرمت والے مہینے میں تو قتال و جہاد (کی پہل) اعدائے اسلام سے بھی روا نہیں (الّا یہ کہ وہ پہل کریں اور دفاع کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں) —— نیز یہ کہ اپنے تئیں ظلم کا نشانہ بنانا ویسے تو ہر وقت کارِ معصیت ہے، لیکن ان محترم مہینوں میں بالخصوص اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے —— لیکن یہاں اس حرمت والے مہینہ میں ایک طرف اگر اپنے آپ پر چھریاں چلائی جاتی ہیں، تو دوسری طرف خود مسلمانوں ہی کے درمیان فتنہ وفساد کے وسیع سلسلے چل نکلتے ہیں!

—— جہاں تک سنیوں کا تعلق ہے، تو انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ جو طرزِ عمل وہ اس مہینہ میں اپنا چکے ہیں، کیا سنّتِ رسولؐ میں اس کی ادنیٰ سی گنجائش بھی موجود ہے؟ —— ظاہر ہے کہ جب شہادتِ حسینؓ کا یہ واقعہ ہی آپؐ کی وفات کے بعد پیش آیا، تو اس سلسلہ کے جملہ کام مسنون کیسے ہو سکتے ہیں؟

اور جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے، اگر وہ واقعی مسلمان ہیں اور اس قرآن کو کتابِ ہدیٰ مانتے ہیں جو ہمارے درمیان موجود ہے اور جس کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، تو وہ اس قرآن کا اعتبار کیوں نہیں کرتے؟ —— انہیں بالآخر دو باتوں میں سے ایک کا فیصلہ بہرحال کرنا ہوگا کہ یا تو وہ قرآنِ مجید کی اتباع کر کے یہ ماتمی سلسلے بند کر دیں، اور یا پھر واضح طور پر یہ اعلان کریں کہ وہ اس قرآن کو نہیں مانتے! —— ورنہ یہ کیسی مسلمانی ہے کہ قرآنِ مجید تو صبر کو ثواب و عبادت بتلائے اور صبر کرنیوالوں کو رب کی رضامندی کی نوید سنائے، لیکن ان کے نزدیک بے صبری اور رونا پیٹنا عین عبادت ہو —— نیز قرآنِ مجید تو "فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ" کا خصوصی حکم دے اور یہ ان مہینوں میں سے ایک کو اپنی جانوں پر ظلم وستم کرنے ہی کے لیے مختص کر لیں؟

ہماری بات میں کوئی جھول نہیں، اور اصل معاملہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے —— لیکن بایں ہمہ اگر یہ ماتم و آہ و بکا ہی ان کی عبادت ہے، تو عبادت یا تو عبادت گاہوں میں ہونی چاہیئے، اور یا پھر گھروں میں! آخر گلیوں، بازاروں اور چوراہوں میں

اسے بجالانے کی کیا تک ہے؟ — بالخصوص جبکہ اس سے سنی مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے — اوّلاً تو اس لیے کہ یہ ان کے عقائد کے خلاف ہے، اور دوسرے اس لیے کہ "عبادت گزاروں" کی "عبادت" میں اصحابِؓ رسولؐ، اور خاص طور پر اصحابِ ثلاثہؓ پر سب وشتم بھی شامل ہوتا ہے، جو ان کے نزدیک انتہائی قابلِ احترام اور واجب التکریم ہیں — اب قطع نظر اس سے کہ لعن طعن کسی بھی سچے مذہب میں روا نہیں، یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ اس کا نشانہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنیں، جنہیں مالکِ یوم الدّین نے "رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ" کا خطاب دیا — علاوہ ازیں اصحابِ ثلاثہ شہادتِ حسینؓ کے ذمہ دار بھی نہیں، کہ اس وقوعہ کے وقت وہ اس دنیا ہی میں موجود نہ تھے۔

اس کے باوجود اگر ان محترم ہستیوں کی شان میں ناقابلِ بیان اور ناقابلِ برداشت گستاخیاں ہوتی ہیں تو فتنہ وفساد کی بنیاد تو یہی ہے — تب بجائے اس کے کہ اس فساد کی جڑ کو ختم کیا جائے، الٹا لائسنسوں، پرمٹوں اور انتظامیہ کے زیرِ سایہ ان ماتمی وشاتمی جلوسوں کو سڑکوں، بازاروں اور چوراہوں تک لے آیا جاتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ امن وامان کی خرابی کا رونا بھی رویا جاتا ہے، تو اسے سادہ دلی کی انتہا کہیے یا فتنہ وفساد کو دانستہ ہوا دینے کا باقاعدہ منصوبہ؟ — کارپردازانِ حکومت سے سنی مسلمانوں کا یہ مطالبہ ان کا حق ہے کہ اگر وہ امن وامان کی بحالی میں واقعی مخلص ہیں تو تحفظِ ناموسِ اصحابِ کرامؓ کے لیے خاطر خواہ قانونی اقدامات کیے جائیں، نیز ماتمی جلوسوں کو پابند کیا جائے کہ یہ "عبادت" عبادت گاہوں تک ہی محدود رہنی چاہیے — آخر ایران میں بھی تو، جو ایک شیعہ سٹیٹ ہے، یہ عبادت گلیوں، بازاروں اور چوراہوں پر نہیں ہوتی، پھر ہمارے اس ملک میں، جہاں سنیوں کی اکثریت ہے، یہ کیوں ضروری ہے؟

کارپردازانِ حکومت آخر خود بھی مسلمان ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ ایک دن انہیں بھی اپنے رب کے حضور حاضر ہونا اور اس ہستی کو منہ دکھانا ہے جن کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی، اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوا ھم غرضا

من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ " (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہؓ)

"میرے صحابہؓ کے بارے اللہ سے ڈرو، میرے صحابہؓ کے بارے اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو (تنقید کا) نشانہ نہ بنانا ! ___ جو کوئی ان سے محبت رکھے گا، تو مجھ سے محبت رکھنے کے سبب ان سے محبت رکھے گا، اور جو کوئی ان سے بغض رکھے گا، تو مجھ سے بغض رکھنے کے سبب ان سے بغض رکھے گا ___ (سُن رکھو!) جس نے انہیں ایذاء دی، اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذاء دی تو اس نے اللہ کو ایذاء دینا چاہی ___ اور جو کوئی اللہ کو ایذاء دینا چاہے گا تو وہ (اللہ) عنقریب اسے پکڑے گا!"

___ وما علینا الا البلاغ !

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ!

پچھلے دنوں جہلم کے مشہور صنعتکار، سیاسی و سماجی کارکن اور جماعت اہلحدیث جہلم کے سرگرم رکن جناب میاں بشیر احمد انتقال فرما گئے ___ مرحوم بلائی ووڈ فیکٹری کے مالک و بانی تھے، اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ کے ڈی۔سی اور اثریہ ہسپتال جہلم کے چیئرمین بھی تھے۔ مرحوم قصبہ اکس کے لیے پُرخلوص خدمات سرانجام دیں ___ ان کی نمازِ جنازہ ان کی فیکٹری ہی میں مدیر الجامعہ جناب حافظ عبدالحمید عامر نے پڑھائی، جبکہ رئیس جامعہ علومِ اثریہ جناب علامہ محمد مدنی نے ان کے صاحبزادے جناب نعیم بشیر سے اظہارِ تعزیت کیا اور دعاء کی کہ اللہ ربّ العزت مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مقصود احمد مدرس جامعہ)